السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس حیض کی حالت میں جائے تو اس کا کفارہ کیا ہے، وہ شخص متعدد مرتبہ یہ کام کر چکا ہے، اس کے متعلق قرآن و حدیث میں کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

حالت حیض میں بیوی کے پاس جانا شرعاً ممنوع ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''لوگ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیں کہ وہ ایک گندگی ہے لہٰذا حیض کے دوران عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ۔''[1]

الگ رہو'' اور ''قریب نہ جاؤ'' ان سے مراد مجامعت کی ممانعت ہے، اگر کوئی اس حالت میں اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے تو وہ شریعت کی خلاف ورزی کرتا ہے، اس کی تلافی کفارہ ادا کرنے سے ہو سکتی ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں مجامعت کرتا ہے اسے ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرنا چاہیے۔''[2]

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح روایت ایسے ہی ہے کہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرے یعنی اس میں اختیار دیا گیا ہے کہ ایک دینار دے یا نصف دینار دے، ممکن ہے کہ یہ اختیار کفارہ دینے والے کی مالی استطاعت کی وجہ سے ہو یعنی صاحب حیثیت ایک دینار اور کم حیثیت والا نصف دینار صدقہ کرے، اگرچہ بعض روایات میں اس کی تفصیل ہے کہ اگر شوہر اپنی بیوی کے پاس خون حیض کے ابتدائی دنوں میں آئے تو ایک دینار دے اور اگر خون رُک جانے کے ایام میں آئے تو نصف دینار دے۔[3]

لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے، البتہ پہلی حدیث صحیح ہے جسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی صحیح کہا ہے۔[4]

واضح رہے کہ دینار سے مراد کوئی سکہ نہیں ہے بلکہ شرعی دینار سونے کا وہ سکہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں رائج تھا، جس کا وزن چار ماشہ چار رتی ہے، جدید اعشاری نظام کے مطابق دینا کا وزن ۴ گرام ۳۷۴ ملی گرام ہے، خاوند جتنی مرتبہ بھی اس حالت میں اپنی بیوی کے پاس گیا ہے اسے اتنی مرتبہ یہ صدقہ کرنا ہو گا تاکہ اس گناہ کی تلافی ہو جائے قرآن کریم میں ہے: ''نیکیاں، گناہوں کا ازالہ کر دیتی ہیں۔''[5]

نیک سیرت بیوی کو چاہیے کہ وہ ایسے موقع پر خاوند کو یاددہانی کرائے اور اسے ''مالی صدقہ'' سے آگاہ کر دے۔ ممکن ہے کہ یاددہانی کرانے سے وہ باز رہے اور یہ اقدام نہ کرے۔ واللہ اعلم

---

[1] البقرۃ: ۲۲۲۔۲

[2] سنن أبي داؤد، الطهارة: ۲۶۴۔

[3] سنن أبي داؤد، الطهارة: ۲۶۵۔

[4] ارواء الغلیل ص ۲۱۸ ج ۱۔

[5] ھود: ۱۱۴۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد 4۔ صفحہ نمبر: 73

محدث فتویٰ